روزنامہ
1913ء سے جاری شدہ
FR-10
الفضل
The ALFAZL Daily
ٹیلی فون نمبر 047-6213029
web: http://www.alfazl.org
email: editor@alfazl.org
ایڈیٹر : عبدالسمیع خان
بدھ 29۔اکتوبر 2014ء 4محرم 1436 ہجری 29۔اخاء 1393ہش جلد 64-99 نمبر 245

سینے سے لگایا

آنحضرت ﷺ ایک دفعہ گھر سے نکلے تو حضرت حسینؓ رستہ میں کھیل رہے تھے۔رسول اللہؐ تیزی سے لوگوں سے آگے بڑھ گئے اور دونوں ہاتھ پھیلا کر اسے پکڑنے لگے مگر حسینؓ ادھر ادھر بھاگ جاتے تھے۔حضورؐ ان کے ساتھ کھیلتے رہے اور پھر انہیں اپنے سینے کے ساتھ لگالیا۔

(الادب المفرد باب معانقة الصبی)

ارشادات عالیہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ

حضرت امام حسینؓ سے غیر معمولی عشق

حضرت مسیح موعود کے صاحبزادے حضرت مرزا بشیر احمد صاحب بیان فرماتے ہیں:۔

’’ایک دفعہ جب محرم کا مہینہ تھا اور حضرت مسیح موعود اپنے باغ میں ایک چار پائی پر لیٹے ہوئے تھے آپ نے ہماری ہمشیرہ مبارکہ بیگم سلمہا اور ہمارے بھائی مبارک احمد مرحوم کو جو سب بہن بھائیوں میں چھوٹے تھے اپنے پاس بلایا اور فرمایا

’’آؤ میں تمہیں محرم کی کہانی سناؤں‘‘ پھر آپ نے بڑے دردناک انداز میں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے واقعات سنائے آپ یہ واقعات سناتے جاتے تھے اور آپ کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے اور آپ اپنی انگلیوں کے پوروں سے اپنے آنسو پونچھتے جاتے تھے۔اس دردناک کہانی کو ختم کرنے کے بعد آپ نے بڑے کرب کے ساتھ فرمایا:۔

’’یزید پلید نے یہ ظلم ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے پر کروایا۔مگر خدا نے بھی ان ظالموں کو بہت جلد اپنے عذاب میں پکڑ لیا‘‘۔

اس وقت آپ پر عجیب کیفیت طاری تھی اور اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے جگر گوشہ کی المناک شہادت کے تصور سے آپ کا دل بہت بے چین ہو رہا تھا۔ (سیرت طیبہ از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب صفحہ 36-37)

حضرت مسیح موعود اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں۔

جان و دلم فدائے جمال محمدؐ است
خاکم نثار کوچۂ آل محمدؐ است

میری جان اور دل حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے جمال پر فدا ہے اور میری خاک آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے کوچہ پر نثار ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گیارہ بیٹے فوت ہوئے تھے اور پھر انبیاء کو تو رہنے دو۔امام حسینؓ کو دیکھو کہ ان پر کیسی کیسی تکلیفیں آئیں۔آخری وقت میں جو ان کو ابتلاء آیا تھا کتنا خوفناک ہے۔لکھا ہے کہ اس وقت ان کی عمر ستاون برس کی تھی اور کچھ آدمی ان کے ساتھ تھے۔جب سولہ یا سترہ آدمی ان کے مارے گئے اور ہر طرح کی گھبراہٹ اور لاچاری کا سامنا ہوا تو پھر ان پر پانی کا پینا بند کر دیا گیا۔اور ایسا اندھیر مچایا گیا کہ عورتوں اور بچوں پر بھی حملے کئے گئے اور لوگ بول اٹھے کہ اس وقت عربوں کی حمیت اور غیرت ذرا بھی باقی نہیں رہی۔اب دیکھو کہ عورتوں اور بچوں تک بھی ان کے قتل کئے گئے اور یہ سب کچھ درجہ دینے کے لئے تھا۔

(ملفوظات جلد پنجم ص 336)

ہم ان کو راستباز اور متقی سمجھتے ہیں۔ (ملفوظات جلد پنجم ص 328)

حضرت امام حسین سید المظلومین تھے۔ (ترجمہ عربی عبارت سرالخلافہ۔ روحانی خزائن جلد 8ص 353)

ہفتہ تعلیم القرآن

سال 2014ء کا چوتھا ہفتہ تعلیم القرآن مورخہ 7 تا 13 نومبر 2014ء منایا جا رہا ہے۔تمام امراء، صدران وسیکرٹریانِ تعلیم القرآن سے گزارش ہے کہ وہ اپنی اپنی جماعتوں میں حسبِ پروگرام ہفتہ تعلیم القرآن منائیں۔ ہفتہ قرآن کا مختصر پروگرام درج ذیل ہے۔ مقامی حالات کے مطابق اس میں بہتر تبدیلی کی جاسکتی ہے۔

☆ دوران ہفتہ نماز تہجد سے آغاز اور نماز باجماعت کے قیام کو یقینی بنایا جائے، ہر فرد جماعت روزانہ کم از کم دو رکوع تلاوت کرے۔ اس کے ساتھ ساتھ ترجمہ بھی پڑھے۔

☆ دورانِ ہفتہ عہدیداران (خصوصاً سیکرٹری تعلیم القرآن) گھروں کا دورہ کر کے خصوصاً کمزور اور سست افراد سے رابطہ کر کے روزانہ تلاوت کی اہمیت کی طرف توجہ دلائیں۔

☆ سیکرٹری تعلیم القرآن اس امر کا جائزہ لیں کہ آپ کی جماعت میں جو ابھی تک ناظرہ قرآن نہیں جانتے ان کو قرآن کریم پڑھانے کا فوری انتظام کریں۔ ناظرہ نہ جاننے والوں کی ایک معین فہرست تیار کر کے ان کو مستقل بنیادوں پر قرآن کریم پڑھانا شروع کریں۔

☆ ناظرہ قرآن کلاسز اور ترجمہ قرآن کلاسز میں بھرپور حاضری کی کوشش کریں، اگر کلاسز نہیں ہو رہیں تو دوران ہفتہ جاری کریں۔

☆ دورانِ ہفتہ ایک اجلاس عام منعقد کرائیں جس میں فضائل وبرکاتِ قرآن کا تذکرہ ہو، اس میں ذیلی تنظیموں کے ممبران کو بھی شامل کریں۔ نیز مقابلہ تلاوت، مقابلہ حفظ قرآن اور مقابلہ نظم (از منظوم کلام حضرت مسیح موعود بابت قرآن کریم) کے پروگرام بنائیں۔ دورانِ ہفتہ فضائل قرآن کے بارے میں درس دیئے جائیں۔

☆ ہفتہ قرآن پر عمل کر کے اس کی رپورٹ ماہانہ رپورٹ تعلیم القرآن ماہ نومبر 2014ء کے ہمراہ ارسال کریں۔

(ناظر تعلیم القرآن ووقف عارضی)

☆..........☆..........☆

ادا ریہ

دوٹوپیوں والا نوجوان۔سرینام کے نیک نام اور متقی احمدی

بعض لوگ بعد میں آتے ہیں اور پہلوں سے آگے نکل جاتے ہیں۔یہ سلسلہ جماعت احمدیہ میں آغاز سے جاری ہے۔آج جس قابل فخر شخصیت کا ذکر کرنا ہے وہ سرینام جماعت کے ابتدائی احمدی محترم حسینی بدولہ صاحب ہیں۔آپ کا بیت الذکر سے لگاؤ اور عبادت اور خدا سے تعلق قابل تقلید ہے۔آپ کے تفصیلی حالات الفضل میں شائع ہو چکے ہیں۔ان کا خلاصہ کسی قدر یہ ہے کہ

محترم حسینی بدولہ صاحب فطری طور پر دیندار اور دینی شعائر کا احترام کرنے والے انسان تھے۔جوانی میں اہل پیغام میں شامل ہو گئے اور 1934ء میں اس جماعت کی بیت تعمیر کی اور اس کا تمام تر کام بلا معاوضہ کیا۔آپ اکثر دوٹوپیاں ساتھ رکھتے تھے۔کام کے وقت دھوپ کی شدت سے بچنے کے لئے ایک ٹوپی سر پر رکھتے اور جب نماز کا وقت ہوتا تو دوسری صاف ٹوپی پہن کر نماز ادا کرتے اس لئے اس زمانے میں آپ دوٹوپی والے جوان کے نام سے مشہور ہوئے۔

نومبر 1956ء میں جب سرینام میں جماعت احمدیہ قائم ہوئی، تو اس کا ہر سو چرچا ہوا۔آپ بھی کشاں کشاں وہاں پہنچے اور پروگراموں اور سوال و جواب کی مجالس میں شامل ہوتے رہے۔جلد ہی خدا تعالیٰ نے آپ کو بھی حق کو پہچاننے کی توفیق عطا فرمائی اور 1957ء کے آغاز میں آپ نے بیعت کر کے جماعت میں شمولیت اختیار کی۔

دین سے فطری لگاؤ کے باعث جلد ہی آپ نے اپنی ملکیتی زمین پر خانہ خدا بنانے کی ٹھانی اور 18 جون 1961ء کو مولانا شیخ رشید احمد اسحٰق صاحب نے اس بیت کی بنیاد رکھی۔اور یہ بیت خدا تعالیٰ کے فضل سے سرینام میں جماعت احمدیہ کے بقا کا موجب بنی۔

محترم حسینی بدولہ صاحب نے ہر قسم کے نامساعد حالات میں ذاتی خرچ اور محنت سے بیت الناصر کی تعمیر جاری رکھی۔اس کار خیر میں آپ کی اہلیہ اور بچوں نے بھی آپ کا بھرپور ساتھ دیا۔1967ء میں گیانا کے مربی سلسلہ محترم مولانا غلام احمد نسیم صاحب سرینام آئے تو حسینی بدولہ صاحب نے انہیں اپنے گھر میں رکھا اور ان کے ساتھ مل کر جماعت کی تنظیم نو میں بھرپور حصہ لیا۔مولانا نسیم صاحب 1970ء تک تین مرتبہ گیانا سے سرینام آئے اور تینوں دفعہ آپ کو ان کی مہمان نوازی کا موقعہ ملا اور ان کی عدم موجودگی میں آپ خطوط کے ذریعہ انہیں بیت الناصر کی تعمیر اور جماعتی صورتحال سے آگاہ کرتے رہے اور انہی کی موجودگی میں 1969ء میں زیر تعمیر بیت کے ساتھ مشن ہاؤس کی بنیاد رکھی اور بیت کی تکمیل کے بعد یہ عمارت بھی آپ کی شب و روز محنت اور ذاتی خرچ سے مکمل ہوئی۔اپریل 1971ء میں محترم مولانا فضل الٰہی بشیر صاحب کی موجودگی میں چار خوبصورت میناروں سے مزین بیت الناصر کے افتتاح کے موقعہ پر آپ نے حاضرین کے سامنے درج ذیل تحریر بلند آواز سے پڑھی:

''میں بقائمی ہوش و حواس اللہ کو گواہ ٹھہراتے ہوئے اعلان کرتا ہوں کہ میں نے اور میری بیوی نے صرف اور صرف اس نیت سے یہ زمین دی اور اس پر یہ بیت تعمیر کی، تا اس ملک سرینام جنوبی امریکہ میں جماعت احمدیہ کی شاخ مضبوطی سے قائم ہو اور احمدیت کی اشاعت ہو اور خدائے واحد و لاشریک کی عبادت کی جاوے۔میں اور میری بیوی خلافت احمدیہ سے وابستہ ہیں۔میں اللہ تعالیٰ کا شکر گزار ہوں کہ اس نے ہماری نیت اور ارادہ کے مطابق اس کام کو پایہ تکمیل تک پہنچایا۔میں ان سب کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے اس کام میں میری مدد کی۔آپ سب بھائیوں اور بہنوں کی موجودگی میں میں اس بیت اور اس قطعہ زمین کی ملکیت کے حقوق سے دستبردار ہوتا ہوں۔نہ میں اور نہ کوئی میرا وارث اس زمین اور بیت کا حقدار ہوگا۔آج سے اس کے مالک و مختار ہمارے آقا و مطاع حضرت مرزا ناصر احمد خلیفۃ المسیح الثالث ہوں گے۔حضور جس طرح چاہیں اس قطعہ زمین اور بیت کو سرینام گورنمنٹ کے قانون کے مطابق مجھ سے لکھوالیں، مجھے کوئی عذر نہ ہوگا۔آپ سب گواہ رہیں کہ میں آپ سب کے سامنے اس بیت کی چابی حضرت خلیفۃ المسیح کے نمائندے مولانا فضل الٰہی بشیر صاحب مربی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے سپرد کرتا ہوں۔اللہ تعالیٰ میری اس حقیر قربانی کو قبول فرمائے۔مجھے، میری بیوی اور ہماری اولاد کو ہمیشہ احمدیت پر قائم رکھے اور دین کی خدمت کی توفیق دیتا رہے۔العبد۔حسینی بدولہ۔''

دو ممبران نے اس تحریر پر بطور گواہ دستخط کئے اور محترم مولانا فضل الٰہی بشیر صاحب نے بیت الناصر کی چابی وصول کر کے دستخط کئے۔اس یادگار موقعہ پر حضرت خلیفۃ المسیح الثالث اور محترم وکیل التبشیر صاحب کے پیغامات بھی موصول ہوئے، جو مربی سلسلہ نے پڑھ کر سنائے۔

1982ء میں محترم مولانا محمد صدیق ننگلی صاحب کے ساتھ مل کر جماعت کی دوسری بیت ''نصر'' تعمیر کرنے کی توفیق پائی۔معماری کی خدمات کے ساتھ ساتھ اس کار خیر کے لئے ایک ہزار سرینامی گلڈرز نقد ادائیگی بھی کی، آپ کی اہلیہ اور دو بچوں نے اس بیت کی تعمیر کے لئے دو ہزار تین سو گلڈرز ادائیگی کی۔ذاتی محنت اور شب و روز کوشش کی بدولت مولا کریم نے آپ کو وسیع جائیداد اور مالی کشائش عطا کی اس لئے آپ ہمیشہ مالی قربانی میں پیش پیش رہے۔

(الفضل 18 نومبر 2013ء)

بعض یورپین لیڈیز کو بُرقعے میں دیکھ کر

(بزبانِ اہلیہ ام)

اب طبائع میں ہے پیدا ہو رہا یوں انقلاب
جس طرح مشرق سے تا مغرب ہے جاتا آفتاب

دَورِ تاریکی گیا اب چاند پھر چڑھنے کو ہے
تین دن سے دیکھتی ہوں اِنسلاخِ ماہتاب

چھوٹنے والا ہے مغرب شرک کے پھندوں سے اب
اب سمجھتا جا رہا ہے خواب کو اپنے وہ خواب

یا وہ دن تھے نشۂ مئے میں وہ خود مخمور تھا
یا یہ دن آئے کہ چھڑواتا ہے اَوروں سے شراب

یا وہ دن تھے میرے برقعے پر تھے لگتے قہقہے
یا یہ دن ہیں پھرتی ہیں خود لیڈیاں پہنے نقاب

احمدِ قدُنی مَیں قُرباں جاؤں تیرے نام پر
کس قدر پیدا کیا ہے تو نے آکر انقلاب

ظفر محمد ظفر

پبلشر و پرنٹر : طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ .... مطبع: ضیاء الاسلام پریس .... مقام اشاعت : دارالنصر غربی چناب نگر ربوہ .... قیمت 5 روپے

غزوات النبیؐ میں خلق عظیم

تقریر جلسہ سالانہ 1981ء

فتح حدیبیہ کے موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم الشان اخلاق کا ظہور

اس فتح مبین کا سہرا آنحضرت ﷺ کے سر تھا، آپؐ نے بارہا گرتے ہوئے صحابہ کو سنبھالا اور لڑکھڑاتے جسموں کو سہارا دیا

حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب (خلیفۃ المسیح الرابع)

﴿قسط اول﴾

سورۃ الفتح آیت 2 تا 4 کی تلاوت و ترجمہ کے بعد فرمایا:۔

آج سے 1360 سال (اب 1383 سال) قبل حدیبیہ کے مقام پر جو ماجرا گزرا عموماً مؤرخین اسے صلح حدیبیہ کے نام سے یاد کرتے ہیں لیکن میں اس کا ذکر فتح حدیبیہ کے عنوان کے تحت کروں گا کیونکہ اس واقعہ کو خدا تعالیٰ نے اسی نام سے موسوم فرمایا ہے۔ چنانچہ سورہ فتح کی آیات میں جن کی میں نے تلاوت کی ہے حدیبیہ کی وادی میں ہونے والے اس عظیم الشان واقعہ کو فتح مبین کا نام دیا گیا۔

آج کی تقریر بھی جو غزوات نبوی اور آنحضرت ﷺ کے خلق عظیم کے عنوان کے تحت کی جارہی ہے سلسلہ وار مضمون کی ایک کڑی ہے جو گزشتہ چار سال سے جاری ہے۔ آج میں فتح حدیبیہ کے تاریخ ساز لمحات کے دوران آنحضور ﷺ کے خلق عظیم اور بے مثل قائدانہ صلاحیتوں سے متعلق کچھ گفتگو کروں گا۔

فتح مکہ تاریخ اسلام میں ایک عظیم سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہے اور تاریخ کا مطالعہ کرنے والا ہر قاری یقیناً اس امر سے اتفاق کرے گا کہ فتح مکہ دراصل فتح حدیبیہ ہی کا ایک ذیلی عنوان ہے اور اسی کے طبعی نتیجہ کے طور پر رونما ہونے والا ایک واقعہ ہے کیونکہ دراصل حدیبیہ کے میدان ہی میں فتح مکہ کی قطعی داغ بیل رکھ دی گئی تھی۔

ہر چند کہ مضمون کا تعلق تاریخی نقطۂ نگاہ سے اس غزوہ کی تفاصیل بیان کرنا نہیں بلکہ محض اس دوران ظاہر ہونے والے خلق محمد ﷺ کے دل نواز جلووں پر گفتگو کرنا ہے۔ مگر بات کو سمجھانے کیلئے ضروری ہے کہ کسی حد تک وہ پس منظر بھی پیش کیا جائے جس کے جلو میں نور مصطفویؐ ایک منفرد شان کے ساتھ جلوہ گر ہوا۔

پس منظر

یہ سن چھ ہجری کا واقعہ ہے غزوہ احد کو تین سال گزر چکے تھے۔ عرب کی فضا بظاہر خاموش اور پرسکون تھی لیکن اسلام کے خلاف فتنے اندر ہی اندر پنپ رہے تھے اور کسی بھی وقت شمال اور جنوب کی سمتوں سے سر اٹھانے کو تیار تھے۔ شمال کی جانب سے سب سے بڑا خطرہ خیبر اور اس کے ماحول میں بسنے والے یہود کی طرف سے تھا جو مشرکین عرب کے ساتھ اپنی ساز باز میں ناکامی کے بعد اب قسطنطنیہ کی عظیم عیسائی سلطنت کی طرف پر امید نظروں سے دیکھ رہے تھے اور اندر ہی اندر سازش کی ایک ہولناک کھچڑی پک رہی تھی۔ پس کسی بھی وقت سلطنت روما کی عظیم طاقت کی پشت پناہی کے ساتھ قبائل یہود مدینہ کے شمال کی جانب سے مسلمانوں کے لئے ایک مہیب خطرہ بن سکتے تھے۔

جنوب کی طرف سے آنے والا خطرہ قریش مکہ کی سرپرستی میں پرورش پارہا تھا جو بعض جنگجو مشرک قبائل عرب میں ایک دفعہ پھر اپنا رسوخ بڑھا کر ان کو اسلام کے خلاف ایک فیصلہ کن جارحانہ کارروائی کے لئے تیار کر رہے تھے چنانچہ بنو بکر کے علاوہ انہوں نے عرب کے مشہور تیر انداز اور بے جگری سے لڑنے والے احابیش کے ساتھ بھی دوستی کی پینگیں بڑھانی شروع کر رکھی تھیں۔

اہل مدینہ ان دبے ہوئے طوفانوں کے وجود سے بے خبر اپنے روزمرہ کے کاموں میں مصروف پرسکون زندگی بسر کر رہے تھے لیکن ان میں ایک شب بیدار صاحب بصیرت وجود ایسا بھی تھا جو اللہ تعالیٰ کے نور سے دیکھتا تھا اور کوئی ظاہری حجاب اس کی دور رس باریک بین نگاہ کی راہ میں حائل نہیں ہوسکتا تھا۔ آپؐ ان دونوں خطرات سے خوب باخبر تھے لیکن آپؐ کا دستور زندگی یہ تھا کہ وحی الٰہی کی ہدایت کے بغیر نہ تو کوئی فیصلہ فرماتے نہ کوئی اقدام کرتے۔ پس گو نور بصیرت ہر لحہ بھڑک اٹھنے کے لئے تیار تھا لیکن نور اللہ کے اس جلوے کا منتظر تھا جو آپ کے ہر فیصلہ اور ہر اقدام کو نور علیٰ نور بنادیا کرتا تھا۔

یہ انہی دنوں کی بات ہے کہ خیر الماکرین عالم الغیب خدا کا فیصلہ ایک رات عجیب رنگ میں ظاہر ہوا اور مسلمانان مدینہ کو اس فیصلہ نے حیران کردیا۔ رویا کی صورت میں وحی الٰہی نازل ہوئی اور آنحضور ﷺ کو یہ خوشخبری عطا کی گئی کہ مسلمان سر منڈاتے اور بال کترتے ہوئے مسجد حرام میں داخل ہو رہے ہیں اور بیت اللہ کا طواف کر رہے ہیں۔ پس اس وحی سے یہ استنباط کرتے ہوئے کہ حج بیت اللہ کی جو خوشخبری دی گئی ہے وہ اسی سال پوری ہوگی۔ آپ نے اہل اسلام میں یہ منادی فرمادی کہ حج بیت اللہ اور عمرہ کی تیاری کریں اور اچانک اس اعلان کے ساتھ مدینہ کی فضا گہما گہمی سے گونج اٹھی اور ہر طرف ذوق و شوق کے ساتھ بیت اللہ کی زیارت کی تیاری ہونے لگی۔

جلد ہی خدا کے درویشوں کا یہ قافلہ اللہ کی محبت میں سرشار سرتاج عشاق ﷺ کی قیادت میں مکہ کی جانب روانہ ہوا۔ تلواروں کے سوا جو عربوں کے لباس کا حصّہ تھیں کوئی سامان جنگ ساتھ نہ تھا کسی مقابلہ کا وہم وگمان بھی کسی دل میں نہ گزرا تھا ہاں زادراہ اور قربانی کے لئے ستر اونٹ ساتھ تھے۔ یہ قافلہ بڑے ذوق و شوق کے ساتھ مکہ کی طرف جا رہا تھا ذوالحلیفہ کے مقام پر جو مدینہ سے ایک منزل کے فاصلے پر ہے آنحضور ﷺ اور آپؐ کے غلاموں نے قدیم دستور کے مطابق احرام باندھا اور اونٹوں کے پہلو قربانی کی علامت کے طور پر داغ دیئے اور لبیک اللّٰھم لبیک کا عاشقانہ ورد کرتے ہوئے ایک بار پھر بیت اللہ کی طرف روانہ ہوئے۔

پہلا دھکا

پہلا شدید دھکا ان کی امیدوں کو اس وقت لگا جب مکہ سے دو منزل کے فاصلے پر عسفان کے مقام پر ان کو معلوم ہوا کہ قریش مکہ ہر قیمت پر انہیں حج اور عمرہ سے روکنے کا فیصلہ کر چکے ہیں اور اس غرض سے خالد بن ولید اور عکرمہ کی قیادت میں ایک دستہ مسلمانوں کے پڑاؤ کے بالکل قریب پہنچ چکا ہے جس میں دوسو فن حرب میں طاق گھوڑ سوار نوجوان بھی شامل ہیں۔ وہ ہر طرح کے ہتھیاروں سے لیس یہ عزم کر کے گھروں سے نکلے ہیں کہ خون کا آخری قطرہ تک بہا دیں گے لیکن مسلمانوں کو مکہ کی سمت آگے نہیں بڑھنے دیں گے۔

یہ خبر جہاں مسلمانوں کی غیرت ایمانی کے لئے ایک تازیانہ کا کام کر گئی اور وہ جان پر کھیل کر بھی اپنے مقصد کو حاصل کرنے پر آمادہ ہوگئے وہاں اس خبر نے آنحضور ﷺ کے قلب صافی پر ایک بالکل مختلف اثر دکھایا۔ آپ نے پیش آمدہ حالات کا بڑی طمانیت کے ساتھ جائزہ لے کر ایک فیصلہ کیا جو صحابہؓ کے فیصلہ سے بالکل مختلف تھا اور اہل قافلہ سے یہ سوال کیا کہ کیا کوئی ہے جو مجھے ایسے راستہ سے مکہ پہنچادے جو کشت و خون کی راہ سے نہ گزرے اور حریف سے لڑے بغیر ہم منزل مقصود تک پہنچ سکیں۔ حاضرین مجلس میں سے ایک نے حامی بھری اور اپنے کمال فن کا اس طرح مظاہرہ کیا کہ ساحلی راستہ سے مغرب کی طرف گریز کرتے ہوئے صحرائی ٹیلوں اور گھاٹیوں کے بیچ سے راہ بتاتا ہوا مسلمانوں کے قافلہ کو مدمقابل کی آنکھ سے صاف بچا کر لے گیا اور جب تک یہ قافلہ مکہ کے جنوب میں حدیبیہ کی وادی تک نہ پہنچ گیا خالد بن ولید اور عکرمہ کو اس کی کانوں کان خبر نہ ہوئی۔ قدوسیوں کے اس قافلہ کو پڑاؤ کی تیاریوں میں مصروف چھوڑتے ہوئے ہم ذرا ایک لمحہ توقف کر کے اطمینان سے آنحضور ﷺ کے اس فیصلہ پر غور کرتے ہیں کہ کیوں آپؐ نے صحابہؓ کے جوش و خروش کو نظر انداز کرتے ہوئے حملہ آور دشمن سے مقابلہ کرنے کی بجائے انحراف کا طریق اختیار فرمایا۔

بات یہ تھی کہ آنحضور ﷺ جو فلسفۂ شریعت کے رازدان تھے خوب جانتے تھے کہ حج بیت اللہ اور جنگ و جدال دو متضاد چیزیں ہیں جو ایک جگہ جمع نہیں ہوسکتیں۔ پس چونکہ یہ سفر قتال کی نیت سے نہیں بلکہ خالصۃً حج بیت اللہ کے قصد سے اختیار کیا گیا تھا اس لئے لڑائی کے ساتھ ہی یہ مقصد فوت ہو جاتا اور یہ سارا سفر بے کار جاتا۔ پس دشمن سے پہلو بچا کر گزر جانا کوئی جنگی چال نہ تھی بلکہ مقصد اعلیٰ کی حفاظت کے لئے ایک نہایت حکیمانہ فیصلہ تھا۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ مکہ کے اتنا قریب پہنچ کر آپ حدیبیہ کے مقام پر کیوں ٹھہر گئے اور

ر کے بغیر کیوں نہ مکہ میں داخل ہو گئے تو اس کا جواب یہ ہے کہ دراصل حدیبیہ کے مقام پر پڑاؤ ڈالنے کا فیصلہ آپ کا اپنا نہیں تھا بلکہ خدا تعالیٰ کی تقدیر نے انگلی اٹھا کر آپ کو وہاں قیام پر مجبور کر دیا۔ ہوا یوں کہ حدیبیہ پہنچ کر آپ کی اونٹنی بیٹھ گئی اور کسی طرح اٹھنے پر آمادہ نہ ہوئی۔ قافلہ میں شامل بعض اصحاب نے اسے شگون سمجھا مگر آنحضورﷺ نے فرمایا کہ نہیں! اس اونٹنی کو اسی خدا نے بٹھایا ہے جس نے اصحاب فیل کو مکہ میں داخل ہونے سے روک دیا تھا۔ اس جزوی مماثلت کے بیان سے صحابہؓ پر یہ واضح کرنا مقصود تھا کہ تمہیں خونریزی سے مکہ میں داخل ہونے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ لیکن بلا شبہ اپنے رب کی زبان کو جس طرح آنحضورﷺ سمجھتے تھے اور کون سمجھنے کی مقدرت رکھتا تھا۔ پس آپ کا اس وادی میں قیام کا فیصلہ فرمانا تقدیر الٰہی کے تابع ایک فعل تھا۔ اس قافلہ میں چونکہ غیر مسلم عرب قبائل کے بعض نمائندگان بھی شریک تھے اس لئے ہو سکتا ہے کہ ان میں سے کسی کے دل میں شبہ گزرتا کہ آنحضورﷺ کا یہ فیصلہ تقدیر الٰہی کے نتیجہ میں نہیں بلکہ محض ایک اتفاقی حادثہ یا شگون ہے۔ پس بہت جلد اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے بندے کی تائید میں ایک ایسا چمکتا ہوا نشان ظاہر ہوا جو توہمات کے اندھیروں کو روشنی میں بدلنے والا تھا۔ ہوا یوں کہ حدیبیہ کا کنواں جس کی طرف وہ میدان منسوب ہوتا ہے وہاں پانی کے حصول کا واحد ذریعہ تھا لیکن اس میں پانی اتنا تھوڑا تھا کہ چند آدمیوں کی ضرورت کا کفیل بھی نہ ہو سکا اور کنواں سوکھ گیا۔ اس پر صحابہؓ پریشان ہوئے کہ پانی کے بغیر زندہ کیسے رہیں گے۔ آنحضورﷺ سے جب اس پریشانی کا ذکر کیا گیا تو آپؐ نے دعا کے ساتھ اپنے ترکش سے ایک تیر نکال کر دیا کہ اس کنوئیں کی تہہ میں اسے گاڑ دو۔ چنانچہ اس ارشاد کی تعمیل کی گئی اور مسرت بھری حیرت سے سب نے یہ ماجرا دیکھا کہ جہاں تیر گاڑا گیا وہیں سے پانی کا بھرپور چشمہ ابل پڑا جو اہل قافلہ کی تمام ضروریات کا کفیل ہو گیا۔

گفت و شنید

حدیبیہ میں پڑاؤ چند روز جاری رہا۔ اس دوران قریش مکہ کے ساتھ گفت و شنید ہوتی رہی جس کا آغاز اہل مکہ کی طرف سے ہی ہوا۔ انہوں نے تین قاصد بنام بدیل بن ورقاء، مکرز بن حفص اور جلیس کو یکے بعد دیگرے اس غرض سے بھیجا کہ مسلمانوں کی قوت اور آنے کے اصل مقصد کا جائزہ لے کر کفار مکہ کو رپورٹ کریں۔ دوسرے اگر بس چلے تو ڈرا دھمکا کر اس قدر مرعوب کر دیں کہ وہ مکہ میں داخل ہونے کا ارادہ ترک کر کے از خود ہی الٹے پاؤں واپس لوٹ جائیں۔ آنحضورﷺ کی بے مثل فراست کا یہ کرشمہ تھا کہ ہر آنے والے کے مزاج کے مطابق طرز عمل اختیار فرماتے اور بجائے اس کے کہ وہ آنحضورﷺ کو واپس لوٹ جانے پر آمادہ کرنے میں کامیاب ہوتے خود ہی آنحضورﷺ کے نہایت حکیمانہ طرز عمل سے متاثر ہو کر یہ یقین لئے ہوئے واپس لوٹتے کہ آپ کے ساتھ قریش مکہ زیادتی کر رہے ہیں اور آپؐ کو بیت اللہ کے طواف سے روکنا نہ تو قرین مصلحت ہے نہ قرین انصاف۔ قریش ان قاصدوں کا جواب سن کر تیخ پا ہو جاتے۔ انہیں برا بھلا کہتے۔ ان پر آوازے کستے اور یہ عجیب قصہ ان کی سمجھ میں نہ آتا کہ کیوں ان کے سب سفیر اس حال میں واپس لوٹتے ہیں کہ ان کی بجائے محمد مصطفیٰﷺ ہی کے وکیل بن چکے ہوتے ہیں اور الٹا قریش مکہ کو سمجھانے لگتے ہیں۔

قریش کا تیسرا قاصد جلیس جو عرب کے ان مشہور تیر انداز قبیلوں کا سردار تھا جو احابیش کہلاتے تھے۔ جب حدیبیہ کے قریب پہنچا تو آنحضورﷺ نے اس کے مزاج کو سمجھتے ہوئے صحابہؓ کو ہدایت فرمائی کہ فوری طور پر قربانی کے اونٹوں کو ہانک کر اس کے سامنے کر دو تا کہ ہم تک پہنچنے سے پہلے وہ ان اونٹوں کو دیکھ لے۔ آنحضورﷺ کا یہ اقدام ایسا مؤثر ثابت ہوا کہ بخاری کی روایت کے مطابق اس نے صحابہؓ کی قربانیوں کو دیکھا اور صحابہؓ کو لبیک کرتے سنا تو اس نے بے اختیار ہو کر کہا سبحان اللہ یہ تو ایسے چہرے ہی نہیں جنہیں خدا کے گھر سے روکا جائے چنانچہ وہ آنحضورﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے بغیر ہی لوٹ گیا اور واپس جا کر قریش پر سخت اظہار افسوس کیا کہ حج کعبہ سے تم ان لوگوں کو روکتے ہو جو ہرگز لڑائی کا ارادہ نہیں رکھتے بلکہ کثیر تعداد میں قربانی کے لئے اونٹ لے کر آ رہے ہیں۔ یہ بات سن کر حسب سابق قریش نے اس پر بھی آوازے کسنے شروع کر دیئے اور یہاں تک کہا کہ اجڈ آدمی تم ان باتوں کو کیا سمجھو آخر تم بدو ہی نکلے۔ اس سلوک سے جلیس بھی سخت مشتعل ہو گیا اور اس نے کہا میں نے تم سے ہرگز کوئی ایسا معاہدہ نہیں کیا کہ محمد (ﷺ) کو حج کعبہ کرنے سے روکنے میں تمہاری مدد کروں گا پس میرا تم سے کوئی تعلق نہیں اور میں اپنے تمام قبائل کو لے کر اس معاملہ سے الگ ہوتا ہوں۔ قریش نے اس دھمکی پر پشیمان ہو کر اسے تو منت سماجت سے بہلا پھسلا کر ٹھنڈا کیا اور اپنی طرف سے سفارت کا حق ادا کرنے کے لئے بہتر آدمی کی تلاش کرنے لگے۔ چنانچہ ان کی نظر انتخاب عروہ بن مسعود پر پڑی۔ پہلے تو عروہ گزشتہ سفیروں کے ساتھ قریش کی بدسلوکی کا حال دیکھ کر سفارت پر آمادہ نہ ہوا لیکن جب قریش نے اسے یقین دلایا کہ وہ ہرگز اس سے کوئی ناپسندیدہ سلوک نہیں کریں گے تو وہ بالآخر مان گیا۔

عروہ نے اپنی دانست میں قریش کی سفارت کا خوب حق ادا کیا لیکن سب سفیروں سے زیادہ احمقانہ بات اسی کو سوجھی چنانچہ آنحضورﷺ کو خائف کرنے کے لئے بڑے ہمدردانہ رنگ میں یہ سمجھانے لگا کہ قریش لاکھ دشمن ہو چکے ہوں آخر آپؐ ہی کا خون ہیں۔ یہ مختلف انواع کے لوگ جو آج آپؐ کے گرد اکٹھے ہیں کل کلاں جب آپؐ کا ساتھ چھوڑ دیں گے تو بالآخر آپؐ کو قریش ہی کی طرف لوٹنا پڑے گا اس لئے قریش کی بات ماننے میں آپؐ ہی کی بھلائی ہے۔ یہ احمقانہ بات عروہ کے منہ سے سن کر صحابہؓ کے تن بدن میں آگ لگ گئی لیکن ان کے دل کی ترجمانی کسی قدر تحمل کے ساتھ حضرت ابوبکر نے کی اور اسے بتایا کہ یہ وہم دل سے نکال ڈالو کہ محمد مصطفیٰﷺ کے غلام محمد مصطفیٰﷺ کو کبھی کسی حال میں بھی چھوڑ سکتے ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے اس حوصلہ شکن جواب کے علاوہ عروہ کی آنکھوں نے کچھ اور نظارے بھی دیکھے جنہوں نے اس کے خیالات کو یکسر بدل دیا۔

تعجب خیز نظارے

عربوں کی عادت کے مطابق وہ دوران گفتگو بار بار اپنا ہاتھ آنحضورﷺ کی ریش مبارک کی طرف بڑھاتا تھا لیکن ہر مرتبہ اس کی اس حرکت پر پاس کھڑے ہوئے مغیرہ بن شعبہؓ اس کے بازو کو جھٹک دیتے تھے۔ مغیرہؓ کی طرف سے یہ سلوک اس کے لئے خاص طور پر تعجب کا موجب بنا کیونکہ مغیرہؓ کے اسلام لانے سے قبل عروہ نے ان پر اتنا بڑا احسان کیا ہوا تھا کہ ان کے دس مقتولوں کا خون بہا خود اپنی جیب سے ادا کر کے ان کی جان بچائی تھی۔

اس کے علاوہ عروہ نے بڑے تعجب سے یہ عجیب نظارہ بھی دیکھا کہ آنحضورﷺ جب کلی بھی فرماتے تو صحابہؓ اسے زمین پر گرنے نہ دیتے اور والہانہ آگے بڑھ کر اپنے ہاتھوں میں لے لیتے پھر اس تبرک کو چہرے اور سینے پر مل کر دل ٹھنڈا کرتے۔

پس دوران گفتگو بظاہر تو وہ سخت گیر رہا لیکن اندر ہی اندر آنحضورﷺ کی عظیم شخصیت سے بے حد متاثر ہو چکا تھا اور سمجھ چکا تھا کہ باہم دگر برسرپیکار رہنے والے مختلف قبائل عرب کا اس طرح ایک قالب اور ایک جان ہو کر ایک انسان پر پروانوں کی طرح جان نچھاور کرنا کوئی معمولی واقعہ نہیں چنانچہ اس نے قریش سے وہی بات کہی جو پہلے قاصد کہہ چکے تھے اور مزید اس پر ان تاریخی کلمات کا اضافہ کیا کہ

''اے معشر قریش مجھے کسریٰ اور قیصر اور نجاشی کے درباروں میں بھی باریابی کا شرف حاصل ہو چکا ہے لیکن بخدا میں نے کبھی کسی فرمانروا کو اس کی قوم میں ایسا محترم اور معزز نہیں پایا جتنا محمد کو اپنی قوم میں۔ پس تم جو چاہو فیصلہ کرو لیکن یہ وہم دل سے نکال ڈالو کہ اس کے ساتھی کسی وقت بھی اس کا ساتھ چھوڑ دیں گے''۔

پہلا سفیر

مشرکین مکہ کی طرف سے پے در پے چار قاصدوں کے آنے کے بعد آنحضورﷺ نے اپنا قاصد مکہ بھجوانے کا فیصلہ فرمایا اور اس غرض سے ابن اسحٰق کی روایت کے مطابق خراش بن امیہ خزاعی کو اپنے ثعلب نامی اونٹ پر سوار کر کے قریش کی طرف روانہ فرمایا۔

اس واقعہ کی توضیح کرتے ہوئے مؤرخین لکھتے ہیں کہ آنحضورﷺ نے یہ قدم اس لئے اٹھایا کہ غالباً آپ کو یہ شک گزرا کہ قریش کے سفیروں نے وہاں جا کر غلط قسم کی باتیں کر دی ہوں گی لہٰذا مناسب تھا کہ خود آپ کا اپنا سفیر جا کر مسلمانوں کا اصل مدعا ان پر ظاہر کرے۔ میں سمجھتا ہوں یہ توضیح درست نہیں ہے کیونکہ آنحضورﷺ کا نور بصیرت اس معاملہ میں کبھی دھوکہ نہیں کھا سکتا تھا۔ آپؐ تو سفیروں کی گفت و شنید سے پہلے ایک نظر دیکھ کر ہی یہ بھانپ لیتے تھے کہ یہ کس مزاج کے لوگ ہیں اور کیسی بات کریں گے؟ یہ کیسے ممکن تھا کہ گفت و شنید کے بعد بھی یہ اندازہ نہ فرما سکتے کہ وہ آنحضورﷺ کے بارہ میں کیا تاثر واپس لے کر جا رہے ہیں اور کفار مکہ سے جا کر کیا کہیں گے؟ دراصل آنحضورﷺ نے اپنا سفیر ہر صورت بھیجنا ہی تھا کیونکہ دشمن کے حالات اور اس کے حقیقی مقاصد اپنا نمائندہ بھجوائے بغیر معلوم نہیں ہو سکتے تھے۔ سفیر بھجوانے میں تاخیر اور پہلے مسلسل قریش مکہ کو سفیر پر سفیر بھجوانے کا موقع دینا آپؐ کی گہری فراست پر دلالت کرتا ہے۔ آپ جانتے تھے کہ قریش مکہ غیظ و غضب میں بپھرے ہوئے ہیں اور اس حد تک آپؐ کے عناد میں بڑھے ہوئے ہیں کہ سفارتی آداب کو ملحوظ نہ رکھیں گے اور بعید نہیں کہ آپؐ کے سفیر کو ہلاک کر دیں۔ پس آنحضورﷺ کا آخر پر سفیر بھجوانے کا فیصلہ دراصل اس بات کا ثبوت تھا کہ آپ نے اندازہ لگایا کہ قریش کے چاروں سفیروں نے واپس جا کر بار بار آپ کے اور آپ کے ہمسفر اہل قافلہ کے حق میں ایسی اچھی رائے کا اظہار کیا ہوگا کہ بہت حد تک قریش کا اشتعال ٹھنڈا پڑ چکا ہو گا اور دماغ ازکم اس حد تک ٹھکانے آ چکے ہوں گے کہ وہ آنحضورﷺ کے سفیر کو قتل کرنے سے باز رہیں تاہم آپؐ نے مزید

احتیاط کے طور پر ایک خزاعی صحابی کو سفیر بنایا کیونکہ قریش کا پہلا سفارتی وفد خزاعی قبیلہ سے تعلق رکھتا تھا۔اور عرب مزاج کو ملحوظ رکھتے ہوئے یہ امید رکھنا بے محل نہ تھا کہ خزاعی قبیلہ کے لوگ اپنے ہم قبیلہ سے ہمدردی رکھیں گے جبکہ خود ان سے بھی حسن سلوک کیا گیا تھا۔اسی طرح احابیش کے سردار کے نہایت متاثر ہو کر لوٹنے سے بھی آپؐ باخبر تھے اور سمجھ چکے تھے کہ وہ مسلمانوں کا ہمدرد اور مؤید بن کر واپس لوٹا ہے۔اس پس منظر میں آپ نے یہ فیصلہ فرمایا کہ اب سفیر بھجوانے میں کسی بڑے ضرر کا احتمال نہیں۔

پیش آمدہ حالات سے پتہ چلتا ہے کہ کسی قدر تاخیر کے ساتھ اپنا سفیر بھجوانے کا فیصلہ انتہائی دانشمندانہ اور برمحل تھا کیونکہ مزاج نسبتاً درست ہونے کے باوجود قریش کے عناد کا عالم اب بھی یہ تھا کہ انہوں نے آپ کے سفیر کو سخت بے عزت کیا اور مزید تذلیل اور اظہار جہالت کے طور پر آنحضور ﷺ کی اس اونٹنی کی کونچیں کاٹ ڈالیں جو آپ نے ازراہ شفقت اپنے سفیر کو عنایت فرمائی تھی۔بعید نہ تھا کہ اس حالت طیش میں وہ سفیر کو بھی گزند پہنچا دیتے لیکن اللہ تعالیٰ نے احابیش کو ان کی مدد کے لئے کھڑا کر دیا اور وہ کفار مکہ اور سفیر محمد مصطفیٰ ﷺ کے درمیان حائل ہوگئے۔

آنحضور ﷺ کو اس بدخلقی اور جہالت سے بہت رنج پہنچا لیکن آپ خلق عظیم اور رحمت اور شفقت کا یہ عالم تھا کہ جب اس دوران کفار مکہ کے چالیس سردار پکڑے گئے جو بری نیت سے مسلمانوں کے کیمپ کے گرد چکر لگا رہے تھے تو آپؐ نے ان سے کوئی باز پرس نہ فرمائی اور معاف فرماتے ہوئے آزاد کر دیا حالانکہ وہ محض رہزن ہی تو تھے کوئی سفارتی حرمت انہیں حاصل نہ تھی۔

دوسرا سفیر

پہلے سفیر کی ناکام واپسی کے بعد آپ نے دوسرے سفیر کے طور پر عمرؓ بن خطاب کا انتخاب فرمایا۔حضرت عمرؓ نے اس انتخاب سے یہ صحیح اندازہ لگایا کہ آنحضور ﷺ کے ذہن میں سفیر کی حرمت و خیریت کی فکر غالب ہے اور مجھے اس لئے منتخب فرما رہے ہیں کہ میرے ہم قبیلہ بنوعدی میری حفاظت کے ضامن ہو جائیں گے۔پس حضرت عمرؓ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ! ان دنوں مکہ میں بنوعدی موجود نہیں جو میری حفاظت کے ضامن ہوں۔پس میں یہ مشورہ عرض کرتا ہوں کہ موجودہ حالات میں عثمانؓ سے بہتر اور کوئی سفارت کیلئے موزوں نہیں۔عمرؓ کا یہ مشورہ آنحضور ﷺ کو پسند آیا اور آپؐ نے بلاتردد عثمان غنیؓ کو سفیر بنا کر اہل مکہ کی طرف روانہ فرمایا۔

دراصل ذاتی طور پر حضرت عثمانؓ کے اہل مکہ پر اتنے احسانات تھے کہ اہل مکہ کی طرف سے کم سے کم خطرہ اگر کسی کو درپیش ہو سکتا تھا تو وہ حضرت عثمانؓ ہی تھے۔چنانچہ یہی ہوا کہ مکہ میں داخل ہوتے ہوئے پہلا قریش سردار جو آپؓ کو ملا اس نے ذاتی طور پر آپ کو امان دے دی اور بلاخوف و خطر آپ نے سفارت کے فرائض سرانجام دیئے۔یہی نہیں بلکہ اہل مکہ نے تو اس حد تک آپ کی عزت افزائی کی کہ خود بھی یہ پیشکش کی کہ اگر تم خود بیت اللہ کا طواف کرنا چاہتے ہو تو ہماری طرف سے اجازت ہے لیکن محمد ﷺ کو ہم اجازت نہیں دے سکتے۔لیکن حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ ہرگز ممکن نہیں کہ اپنے آقا کے بغیر عثمانؓ اکیلا ہی طواف کرے۔بہر حال گفت و شنید جاری رہی لیکن کفار کسی حالت میں بھی آنحضور ﷺ اور آپ کے قافلہ کو عمرہ اور حج کی اجازت دینے پر آمادہ نہ ہوئے۔تاہم حضرت عثمانؓ کی سفارت کلیۃً رائیگاں نہ گئی اور قریش اس حد تک نرم ضرور پڑ گئے کہ صلح پر آمادہ ہو جائیں۔

بیعت رضوان

معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عثمانؓ کو لمبی بحث و تمحیص میں اتنی دیر ہوگئی کہ وہیں رات پڑ گئی اور واپسی کا وقت نہ رہا پس اس روز آپ واپس نہ آ سکے۔ایک تو ویسے ہی اس تاخیر سے تشویش لازمی تھی اوپر سے کسی نے یہ غلط خبر اڑا دی کہ حضرت عثمانؓ کو شہید کر دیا گیا ہے۔مسلمان جو پہلے ہی زخم خوردہ اور کبیدہ خاطر تھے اس قدر اس خبر سے بر افروختہ ہوئے کہ غم و غصہ سے بے قابو ہوئے جاتے تھے۔آنحضور ﷺ کو اس خبر کی صداقت پر گو یقین تو نہ تھا مگر اس کے درست ہونے کے احتمال سے بھی آپؐ اتنا ملول خاطر ہوئے کہ دوران سفر کسی اور چیز نے آپؐ کو اتنا دکھ نہ پہنچایا تھا۔اس موقع پر آپؐ نے ایک تاریخی عہد پر صحابہؓ سے بیعت لی کہ عثمانؓ کے خون کا بدلہ لئے بغیر ہرگز وہاں سے واپس نہیں لوٹیں گے اور دشمن کو پیٹھ نہ دکھائیں گے خواہ ایک ایک مسلمان اسی میدان میں شہید ہو جائے۔

پس تاریخ اسلام کے فلک پر کہکشاں کی طرح چمکنے والا وہ جنت کا راستہ جسے بیعت رضوان کے نام سے یاد کیا جاتا ہے اسی موقع پر تعمیر ہوا۔ایک درخت کے نیچے ایسی حالت میں آنحضور ﷺ نے تمام صحابہؓ سے بیعت لی کہ ہر دل پھڑک رہا تھا اور ہر جان شوق شہادت میں سینے سے باہر ہوئی جاتی تھی۔

دراصل حضرت عثمانؓ کا پیچھے رہ جانا اور غلط خبر کا مشہور ہو جانا بھی ایک عظیم آسمانی تدبیر کی کڑیاں تھیں کوئی اتفاقی حادثات نہ تھے۔چنانچہ یہ دلخراش خبر صحابہؓ کے تو دونوں جہان سنوار گئی اور ایسی برکتیں ان کو نصیب ہوئیں کہ شاید ہی کوئی خوشخبری ان کے حق میں ایسا معجزہ دکھا سکتی۔

اس واقعہ کا بیعت رضوان پر منتج ہونا ایک اتنا بڑا روحانی فائدہ ہے کہ تاریخ میں اس کی کوئی مثال نظر نہیں آتی۔بنی آدم کی تاریخ میں نہ کبھی پہلے ایسی بیعت لی گئی اور نہ آئندہ کبھی لی جانی تھی کہ جس کے بارہ میں عرش کا خدا یہ گواہی دے رہا ہو کہ (-)

یقیناً یہ لوگ جو تیری بیعت کر رہے ہیں دراصل خدا کی بیعت کر رہے ہیں۔اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہے۔پس جو کوئی اس عہد کو توڑے گا وہ اپنے ہی مفاد کے خلاف ایسا کرے گا اور جو اس عہد کو ایفا کرے گا اسے اللہ تعالیٰ اجر عظیم عطا فرمائے گا۔

(الفتح:11)

اس عظیم روحانی فائدہ کے علاوہ بعض ضمنی فوائد بھی اس بیعت کے حاصل ہوئے۔مثلاً یہ کہ صحابہؓ کو اپنے سینوں کے دبے ہوئے غم و غصہ کو کسی حد تک نکالنے کا موقع مل گیا اور یہ موقع بھی مل گیا کہ من حیث الجماعت عروہ بن مسعود کے اس ناپاک الزام کا منہ توڑ دیں کہ نعوذ باللہ صحابہؓ آنحضور ﷺ کو اکیلا چھوڑ کر بھاگ جائیں گے۔

سفیر کی حرمت کا سبق

بیعت رضوان کے واقعہ میں سفیر کی حرمت کا جو عظیم الشان سبق ہمیں ملتا ہے اسے عموماً مؤرخین نے نظر انداز کر دیا ہے حالانکہ بین الاقوامی تعلقات میں آنحضور ﷺ کے اسوہ کا یہ پہلو ایک ایسی درخشندہ مثال ہے جو قیامت تک قوموں کے لئے نور اور ہدایت کا موجب بنی رہے گی۔

اپنے سفیر کے قتل کی خبر پر آنحضور ﷺ کا جنگ پر آمادہ ہو جانا کوئی معمولی بات نہ تھی آپؐ کے دل و دماغ پر تو اس وقت حج بیت اللہ کا عشق اس حد تک مستولی تھا کہ کسی قیمت پر بھی جنگ و جدال میں الجھ کر حج بیت اللہ سے محروم نہیں رہنا چاہتے تھے۔اس اعلیٰ مقصد کے لئے آپؐ نے بڑی سے بڑی قربانی دی۔ہر دباؤ کو برداشت کیا لیکن آپ کے اس فیصلہ میں کوئی تبدیلی نہ ہوئی کہ جنگ نہیں ہوگی نہیں ہوگی نہیں ہوگی۔پہلے کبھی آپؐ پر جنگ کے لئے ایسا دباؤ نہیں پڑا تھا جیسا اس وقت پڑا اور کبھی آپ نے جنگ سے اس شدت کے ساتھ احتراز نہیں فرمایا تھا جیسا اس وقت فرما رہے تھے۔ہاں جب سفیر کی حرمت کا سوال سامنے آیا تو آپؐ نے بلاتردد اپنا فیصلہ تبدیل فرما دیا اور ہر دوسری مصلحت کو اس اصول پر قربان کر دیا کہ سفیر کی حرمت کو بہرحال قائم کیا جائے گا خواہ اس راہ میں کیسی ہی قربانی کیوں نہ دینی پڑے۔

حضرت عثمانؓ کے قتل کی خبر سے پہلے آپؐ کا جو رویہ تھا اس رویہ میں اور اس رویہ میں جو قتل کی خبر کے بعد ظاہر ہوا یوں لگتا ہے جیسے مشرق و مغرب کا بُعد ہے اور زمین و آسمان کا فرق پڑ چکا ہے۔

ذرا غور فرمائیے کہ اس خبر سے پہلے آپ کو جنگ پر آمادہ کرنے کیلئے کیسے کیسے بیرونی اور اندرونی دباؤ کا سامنا تھا جس کی آپ نے قطعاً پرواہ نہ کی۔بیرونی دباؤ تو دشمن کی مسلسل اشتعال انگیزی کی صورت میں تھا لیکن اس سے بڑھ کر آپ کے قلب صافی پر اثر انداز ہونے والا وہ اندرونی دباؤ تھا جو صحابہؓ کے جوش جہاد کی صورت میں بڑے زور کے ساتھ طغیانی دکھا رہا تھا۔ تن تنہا آپ ان دونوں محاذوں پر بے مثل پامردی کے ساتھ جمے رہے اور آپ کے مستحکم ارادہ نے ایک انچ زمین بھی نہ چھوڑی اور ہر اس دباؤ کو رد فرما دیا جو جنگ کی طرف دھکیلنے والا تھا۔پھر دیکھو کہ اچانک یہ کیا انقلاب آیا اور یک بیک رُت کیسی بدلی کہ جونہی سفیر کے قتل کی خبر پہنچی ہے امن کا رسول اور محبت کا سفیر ہر دوسرے شخص سے زیادہ جنگ پر آمادہ اور مستعد ہو جاتا ہے۔

آپ کا یہ انقلابی فیصلہ بلاشبہ اس حقیقت کا غماز تھا کہ آنحضور ﷺ کے نزدیک عہدہ سفارت کو غیر معمولی حرمت حاصل ہے اور سفیر کے قتل کو آپ ایک انتہائی بھیانک انسانیت سوز جرم تصور فرماتے تھے۔پس دشمنوں کا ہر دوسرا ذلت آمیز اور غیر شریفانہ حربہ جو کام نہ کر سکا آپ کے سفیر کے قتل کی خبر نے وہ کر دکھایا۔بین الاقوامی تعلقات کے طلبہ کے لئے اور برسر پیکار قوموں کی رہنمائی کیلئے قیامت تک اس میں ایک سبق ہے مگر غیر قوموں سے ہمیں کیا شکوہ کاش مسلمان کہلانے والے ہی اپنے محبوب آقا کی اس محبوب سنت کو حرز جان بنائے رکھتے۔

آنحضور ﷺ کے اس اسوہ پر غور کرتے ہوئے میرا ذہن اس طرف بھی منتقل ہوگیا کہ آپ کا اپنے سفیر کی حرمت کا اس قدر پاس کرنا دراصل صفات باری تعالیٰ کا ہی ایک عکس تھا۔آپ ہمہ ذات و صفات خدا کے رنگ میں رنگین تھے۔آپ کی اپنی کوئی الگ ادا نہ تھی بلکہ اپنے مولیٰ ہی کے ڈھنگ سیکھے تھے۔

حدیبیہ کے مقام پر یہ سب الٰہی رنگ آپ کی ذات میں ایک عجیب شان دلربائی کے ساتھ کبھی جمال بن کر ظاہر ہوئے کبھی جلال بن کر چمکے۔

خدا کی غیرت

میں نے سوچا کہ سفیر کی حرمت کا پاس بھی محمد مصطفیٰ ﷺ نے اپنے رب ہی سے سیکھا تھا وہ بھی تو اپنے سفیروں کی حرمت کیلئے بے مثل غیرت دکھاتا ہے۔اس خیال کے ساتھ ہی انبیاء کے دشمنوں کی وہ ساری تاریخ ایک کھلی ہوئی کتاب کی طرح میری آنکھوں کے سامنے پھر گئی جو بڑے بڑے مغرور اور سرکش بادشاہوں کے سر توڑے جانے کی خبر دیتی ہے اور بڑی بڑی عظیم قوموں کی ہلاکت اور بربادی کی داستان بیان کرتی ہے۔جب کبھی ان

بادشاہوں نے جن کے رعب اور ہیبت سے زمین کانپا کرتی تھی اللہ کے سفیروں اور اس کے در کے فقیروں کو حقارت سے دیکھا اور ان کو رسوا کرنے کا ارادہ کیا تو اللہ کی غیرت اور جلال نے خود انہی کو ذلیل اور رسوا کر دیا ان کی عزتوں کو خاک میں ملا دیا اور ان کی سلطنتوں کو پارا پارا کر دیا۔ ان کی عظمتوں کے پرزے اڑا دیئے گئے اور ان کے تکبر ٹوٹ کر اس طرح ریزہ ریزہ ہو گئے جیسے کانچ کا برتن کوئی غضبناک ہاتھ کسی چٹان پر دے مارے۔ وہی زمینیں جو کبھی ان کے ہیبت و جلال سے کانپا کرتی تھیں ان کے بدانجام کے نظارے سے لرزنے لگیں۔ میں نے آنحضور ﷺ کے اسوہ پر غور کیا تو مجھے سمجھ آ گئی کہ کیوں وہ بظاہر عظیم قومیں تباہ کی گئی ہیں جنہوں نے خدا کے پیغمبروں کے مقابلہ کی جسارت کی تھی کیوں انہیں صفحہ ہستی سے مٹا دیا گیا اور کیوں وہ خواب و خیال کی باتیں بن گئیں۔ ان کی جمعیتیں کام نہ آئیں اور ان کی کثرت نے ان کو کوئی فائدہ نہ دیا۔ وہ ہلاک کی گئیں مگر آسمان نے ان کے حال پر کوئی آنسو نہ بہایا۔ وہ برباد کی گئیں مگر زمین نے ان کی بربادی پر کوئی تاسف نہ کیا۔ ہاں زمین و آسمان نے بیک آواز ان پر لعنت کی اور وقت نے لعنت کی اس پھٹکار کو اس طرح محفوظ کر لیا کہ قیامت تک اس کی گونج سنائی دیتی رہے گی۔ زمین کی لعنت کی بازگشت آسمان سے اترتی رہے گی اور آسمان کی لعنت کی بازگشت زمین سے اٹھتی رہے گی اور قرآن کی تلاوت کرنے والے ہمیشہ مسرت کے ساتھ ان کا ذکر کرتے ہوئے ان آیات کی تلاوت کرتے رہیں گے۔

(الدخان:30، الزخرف56-57)

پس نوح کی قوم کا انجام میری آنکھوں کے سامنے آ گیا اور لوط کی قوم پر دن رات برسنے والے سنگریزے مجھے دکھائی دینے لگے۔ عاد اور ثمود کی بربادی کے مناظر نے مجھے بے چین کر دیا اور حسرت سے میں نے بنی آدم پر نظر ڈالی کہ آخر کب تک وہ خدا کے سفیروں کی بے حرمتی کی جسارت کرتے رہیں گے۔ میں کانپ اٹھا اس الہام کے تصور سے جو آج کے زمانہ کے انسان کیلئے عبرت اور تذکیر کا عنوان بنا ہوا ہے۔

’’دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسے قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی کو ظاہر کر دے گا۔‘‘

آیئے اب ہم ماضی کے عبرت کدوں اور مستقبل کے پُرخطر اور پُرہول مقامات سے واپس حدیبیہ کے میدان کی طرف لوٹتے ہیں جہاں ہمارے آقا و مولیٰ اپنے سفیر کے قتل کی خبر پر صحابہؓ سے بیعت لے رہے ہیں۔ یہ بیعت ایسے گہرے خلوص اور جذبہ سے کی گئی کہ اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت اور رضا کی نظر پڑی اور ایسے پایۂ قبولیت میں جگہ عطا کرتے ہوئے اس واقعہ کا ذکر فرمایا۔

(الفتح:19)

یہ سب کچھ ہوا اور خبر کے ظاہر ہونے پر فیصلہ فرماتے ہوئے آنحضور ﷺ اگرچہ ہر امکانی اقدام کیلئے پوری طرح تیار ہو چکے تھے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ آنحضور ﷺ کی غیر معمولی بصیرت نے اس امکان کا دروازہ ابھی بند نہیں فرمایا تھا کہ شاید یہ خبر جھوٹی ہو۔ چنانچہ بیعت کے دوران عثمانؓ کی نمائندگی میں آپ کا اپنے بائیں ہاتھ کو دائیں ہاتھ پر رکھتے ہوئے یہ فرمانا کہ میرا بایاں ہاتھ عثمانؓ کی نمائندگی کر رہا ہے لہٰذا وہ بھی اس بیعت میں شامل ہے۔ صاف بتا رہا ہے کہ آنحضور کے نزدیک ان کی زندگی کا امکان ان کے قتل کے احتمال کی نسبت زیادہ تھا ورنہ اس بیعت میں حضرت عثمانؓ کو شامل فرمانے کے کوئی معنی نہیں بنتے۔ یہ بیعت تو شہادت کے عہد کے طور پر لی جا رہی تھی۔ حضرت عثمانؓ کی شہادت کا اگر آپ کو یقین ہوتا تو ان کو اس بیعت میں شریک نہ فرماتے۔ وہ جو پہلے ہی شہید ہو چکا ہو اس نے شہادت کا از سر نو اقرار بھلا کیا کرنا تھا۔ پس فکر و نظر قربان ہوں ان مقدس نگاہوں پر جو اللہ کے نور سے دیکھا کرتی تھیں وہی ہوا جس کا آپ کو غالب گمان تھا اور بیعت رضوان کے تھوڑی دیر بعد ہی حضرت عثمانؓ بخیر و عافیت اپنے آقا کے قدموں میں لوٹ آئے۔

شان دلنوازی

اپنے بائیں ہاتھ کو عثمانؓ کا ہاتھ قرار دے کر خود اپنے ہی ہاتھ سے ان کی بیعت لینے کے واقعہ میں ایک عجیب شان دلنوازی بھی پائی جاتی ہے۔ دیکھو کیسی بندہ پروری ہے کیسی شفقت اور رحمت کا اظہار ہے۔ کیسی محبت ہے اپنے غلاموں سے۔ کیسا پیار ہے کہ اس عظیم الشان اور منفرد تاریخی واقعہ پر جب خدا کے بے پایاں فضل اور مغفرت نے اس درخت اور اس کے گرد و پیش اور ان سب کو جو اس کے نیچے تھے ڈھانپ رکھا تھا اپنے اس غلام کو یاد رکھا اور محروم نہ رہنے دیا جس نے مسلمانوں کی نمائندگی میں اپنی جان کو خطرہ میں ڈالا تھا۔ اس غلام کو ذرا دیکھو کہ آقا نے کیسا اعزاز بخشا اور کیسے خاک سے اٹھا کر ثریا سے ملا دیا۔ اس بندۂ فانی کو کیسا آب حیات عطا کیا کہ زندہ جاوید کر دیا۔ وہ جو غیر حاضر تھا سب حاضر غلاموں سے آگے بڑھ گیا اور وہ ہاتھ جو بیعت نہ کر سکا تھا سب بیعت کرنے والے ہاتھوں پر سبقت لے گیا۔ وہ عجیب لمحات تھے کہ جب آسمان کی آنکھ نے یہ چکا چوند کرنے والا نظارہ دیکھا کہ محمد مصطفیٰ ؐ کا ایک ہاتھ تو اللہ کے ہاتھ کی نمائندگی کر رہا تھا اور دوسرا ہاتھ عثمانؓ کے ہاتھ کی۔ آنحضورؐ کی اس بندہ پروری کو دیکھ کر بے اختیار دل سے یہ صدا اٹھتی ہے کہ اے سب دلنوازوں سے بڑھ کر دلنوازی کرنے والے آقا! ہاں اے سب دلنوازوں سے بڑھ کر دلنوازی کرنے والے آقا! دیکھ ہمارے سینوں میں جانیں تیرے قدموں پر نثار ہونے کیلئے مچل رہی ہیں اور دل جوش محبت سے دھڑکتے ہوئے ہنسلیوں سے ٹکرا رہے ہیں۔

وَاَرَی الْقُلُوْبَ لَدَی الْحَنَاجِرِ کُرْبَۃً
وَاَرَی الْغُرُوْبَ تُسِیْلُھَا الْعَیْنَانِ

جیسا کہ بیان کر چکا ہوں بیعت رضوان کو ابھی کچھ دیر نہ گزری تھی کہ حضرت عثمانؓ واپس اہل ایمان کے قافلہ میں آ ملے۔ رحمتوں کی بارش برسانے کے بعد فکر کے وہ سب بادل چھٹ گئے اور گفت و شنید کا منقطع سلسلہ ایک بار پھر سے جاری ہو گیا۔

اس مرتبہ قریش مکہ نے سہیل بن عمرو کو اپنا نمائندہ بنا کر بھیجا اور آنحضور ﷺ نے اسے دیکھتے ہی حاضرین مجلس کو یہ خوشخبری سنائی کہ سھل امرکم یعنی اب آسانی کی صورت نکل آئی اور آخر قریش صلح پر آمادہ ہو ہی گئے۔

اس گفت و شنید کے دوران صحابہؓ پر بار بار ایسے سخت ابتلاء آئے کہ خدا تعالیٰ کے خاص فضل کا ہاتھ ان کے دل نہ تھامے رکھتا تو وہ صبر کی بازی ہار جاتے۔

عمومی گفتگو کے بعد فریقین کے مابین جو باتیں طے ہوئیں وہ اکثر و بیشتر اپنی ظاہری صورت میں مسلمانوں کیلئے خفت اور کفار کیلئے فتح و شادمانی کا موجب نظر آتی تھیں اور خدا اور اس کے رسولؐ کے سوا کوئی نہ جانتا تھا کہ ان میں سے ہر خفت آمیز شرط کے اندر مستقبل کی فتح کی چابیاں چھپی ہوئی ہیں۔

معاہدہ صلح کی وہ شرائط جو مسلمانوں کو انتہائی خفت آمیز معلوم ہو رہی تھیں اور وہ انہیں قبول کرنے کی بجائے کٹ مرنے کو ترجیح دیتے تھے وہ یہ تھیں:

اس سال مسلمان بغیر حج اور عمرہ کے واپس لوٹ جائیں ہاں آئندہ سال دوبارہ آئیں لیکن اس دفعہ بھی صرف تین دن مکہ میں قیام کی اجازت ہو گی۔

تا اختتام معاہدہ قریش اور مسلمانوں کے درمیان صلح رہے گی لیکن اس دوران اگر کفار میں سے کوئی شخص مسلمان ہو کر مدینہ کی طرف ہجرت کر جائے تو عند المطالبہ اسے کفار کو واپس کرنا پڑے گا۔

ہاں اگر کوئی مسلمان مرتد ہو کر کفار سے جا ملے تو اسے مسلمانوں کو واپس نہیں کیا جائے گا۔

آج ہمیں یہ حقیقت نہیں بھلانی چاہئے کہ صحابہؓ لاکھ مومن سہی آخر انہی عربوں میں سے تو آئے تھے جو اپنی عزت نفس پر ایک ادنیٰ سی آنچ بھی نہ آنے دیتے تھے۔ وہی آزاد صحرائی خون ان کی رگوں میں بھی گردش کر رہا تھا جو ذرا سی سبکی کے تصور سے بھی کھولنے لگتا تھا۔ ان کے دلوں سے بھی ویسے ہی تیل کے چشمے ابلتے تھے جو تحقیر کی ایک ذرا سی چنگاری سے آتش جوالہ بن کر بھڑک اٹھتا تھا۔ پس کیا یہ حضور اکرمؐ کی عظمت و جلال کا معجزہ نہیں تھا کہ ان کی غیرتیں کفار مکہ کی کند چھریوں سے ذبح کی گئیں مگر انہیں پھڑکنے کی بھی اجازت نہ تھی۔

ان بظاہر ذلت آمیز شرائط پر مستزاد یہ کہ صلح نامہ کی تحریر کے دوران سہیل بن عمرو آنحضور ﷺ سے مسلسل بدخلقی کا مظاہرہ کرتا رہا۔ چنانچہ جب اسلامی دستور کے مطابق سرنامہ پر ’’بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم‘‘ لکھا گیا تو اس نے سختی سے کہا ’’بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم‘‘ کیا ہے میں تو باسمك اللّٰھم لکھواؤں گا۔ چنانچہ آنحضور ﷺ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو اس کے مطابق تحریر کا ارشاد فرمایا۔ پھر جب یہ لکھا گیا کہ یہ معاہدہ محمدؐ رسول اللہ اور سہیل بن عمرو کے درمیان ہے تو اس نے کہا اگر ہم تجھے اللہ کا رسول مانتے تو اس جھگڑے کا موقع ہی کیا تھا اس لئے رسول اللہ کا لفظ کاٹ کر سیدھا سادا محمد بن عبداللہ لکھو۔ سیرت نگار لکھتے ہیں کہ اس موقع پر بھی آنحضور ﷺ نے اس کی بات تسلیم فرمائی اور علیؓ کو محمد رسول اللہ کاٹ کر محض محمد بن عبداللہ لکھنے کا ارشاد فرمایا۔ اس وقت صحابہؓ کے دل کی جو کیفیت تھی اس کا کچھ اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ حضرت علیؓ جو اطاعت کا پتلا اور فنا فی الرسولؐ تھے کامل فرمانبرداری کے باوجود حضورؐ کے اس ارشاد کی تعمیل سے قاصر رہے۔ ان کے ہاتھوں میں اس بات کی سکت ہی نہ رہی کہ محمد رسول اللہ کے الفاظ کاٹ کر محمد بن عبداللہ لکھیں۔ ان کی کیفیت دیکھ کر آنحضورؐ نے انہیں کچھ نہیں کہا۔ کوئی شکوہ نہیں کیا۔ کسی خفگی کا اظہار نہیں فرمایا۔ خاموشی سے ہاتھ بڑھا کر وہ تحریر لے لی اور اپنے دست مبارک سے رسول اللہ کا لفظ کاٹ کر محمد بن عبداللہ لکھ دیا۔ بعض مؤرخین کے نزدیک یہ آنحضورؐ کا معجزہ تھا کہ امی ہوتے ہوئے بھی اپنا نام لکھ دیا۔ بعض کہتے ہیں کہ رسالت کی ذمہ داریوں کی ادائیگی میں چونکہ دستخطوں کی ضرورت پیش آتی تھی لہٰذا کوئی تعجب کی بات نہیں کہ آپؐ نے اپنا نام لکھنا سیکھ لیا ہو۔ لیکن یہ بحث ایک ثانوی حیثیت رکھتی ہے یہاں صرف یہ بیان کرنا مقصود ہے کہ شرائط صلح تو پہلے ہی مسلمانوں کو سخت خفت آمیز دکھائی دے رہی تھیں اوپر سے سہیل بن عمرو کی بدتمیزی اور گستاخی نے جلتی پر تیل کا کام کیا۔ یہ نظارہ ان کی بے قراری کو اور بھی بڑھا رہا تھا کہ آنحضورؐ سہیل کی سختی کا جواب سختی سے نہیں دیتے بلکہ اس کی ہر ناواجب حرکت کو برداشت فرما رہے ہیں اور ہر ناحق مطالبے کو بھی قبول فرماتے چلے جا رہے ہیں۔

☆............☆............☆

اطلاعات و اعلانات

نوٹ: اعلانات صدر/امیر صاحب حلقہ کی تصدیق کے ساتھ آنا ضروری ہیں۔

تقریب آمین

مکرم چوہدری مظفر احمد صاحب دارالفتوح شرقی ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کی بیٹی ثمرین مظفر نے قرآن کریم ناظرہ کا پہلا دور ساڑھے پانچ سال کی عمر میں مکمل کرلیا ہے۔ اس کی تقریب آمین مورخہ 4/اکتوبر 2014ء کو ہوئی۔ مکرم مشہود احمد ذیشان صاحب معتمد مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان نے بچی سے قرآن کریم کی چند آیات سنیں اور دعا کروائی۔ بچی کو قرآن کریم پڑھانے کی سعادت اس کی والدہ محترمہ سلیمہ عظمیٰ صاحبہ کو حاصل ہوئی۔ بچی مکرم چوہدری محمد دین صاحب مرحوم آف چک 190/E.B ضلع وہاڑی کی پوتی اور والدہ کی طرف سے حضرت مولوی محمد حسین صاحب سبز پگڑی والے رفیق حضرت مسیح موعود کی نسل سے ہے۔ احباب سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ بچی کو قرآن کریم کی برکات سے مستفید فرمائے اور اس کے علم و عرفان میں ترقی عطا فرمائے۔ آمین

تقریب آمین

مکرم منصور احمد شریف صاحب مربی سلسلہ دارالضیافت تحریر کرتے ہیں۔

خدا تعالیٰ کے فضل سے خاکسار کے چھوٹے بیٹے مرتاض احمد طاہر واقف نو نے سات سال کی عمر میں قرآن کریم ناظرہ کا پہلا دور مکمل کرلیا ہے۔ مورخہ 17/اکتوبر 2014ء کو گھر میں تقریب آمین منعقد ہوئی۔ مکرم بلال احمد صاحب مربی سلسلہ نے قرآن کریم سنا اور دعا مکرم ضیاء الرحمن صاحب صدر محلہ دارالنصر غربی منعم ربوہ نے کروائی۔ قرآن کریم پڑھانے کی سعادت خاکسار اور بچہ کی والدہ کے حصہ میں آئی۔ بچہ حضرت حاکم خان صاحب رفیق حضرت مسیح موعود کی نسل سے ہے۔ احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل سے موصوف کو قرآن کریم کے نور سے منور فرمائے اور ہم سب کو قرآن کی حقیقی محبت نصیب فرمائے۔ آمین

تقریب آمین

مکرم مشتاق محمود باجوہ صاحب مہدی آباد ہیمبرگ جرمنی تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کی چھوٹی بیٹی عبیرہ محمود باجوہ واقفہ نو نے اللہ تعالیٰ کے فضل و احسان سے ساڑھے پانچ سال کی عمر میں قرآن کریم ناظرہ کا پہلا دور مکمل کرلیا ہے۔ تقریب آمین مورخہ 7 ستمبر 2014ء کو مشن ہاؤس مہدی آباد ہیمبرگ جرمنی میں منعقد ہوئی۔ مکرم چوہدری کولمبس خان صاحب صدر جماعت مہدی آباد نے اس سے قرآن کریم کے کچھ حصے سنے اور دعا کروائی۔ قرآن کریم پڑھانے کی سعادت بچی کی والدہ مکرمہ صدف محمود باجوہ صاحبہ کے حصہ میں آئی۔ بچی مکرم چوہدری اعجاز احمد باجوہ صاحب مرحوم چک نمبر 37 جنوبی ضلع سرگودھا کی پوتی اور مکرم چوہدری محمد اشرف صاحب باجوہ چک نمبر 37 جنوبی ضلع سرگودھا کی نواسی ہے۔
احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ بچی اور ہم سب کو عمر بھر قرآن کریم کے فیوض و برکات سے مالا مال فرماتا چلا جائے۔ آمین

درخواست دعا

مکرم انصر خالد صاحب ابن مکرم شیخ ناصر احمد خالد صاحب ماڈل ٹاؤن لاہور تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کے چچا مکرم پروفیسر (ر) منور شمیم خالد صاحب سپائنل کورڈ پر دباؤ پڑنے اور مہروں کے ڈسلوکیٹ ہونے کی وجہ سے صاحب فراش ہیں اور چلنے پھرنے میں مشکل محسوس ہو رہی ہے۔ کچھ عرصہ قبل پتہ کا آپریشن بھی ہوا تھا۔ احباب سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ شفاء کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے اور ہر قسم کی پیچیدگی سے محفوظ رکھے۔ آمین

ولادت

مکرم ملک اللہ بخش صاحب واقف زندگی سابق کارکن وکالت دیوان تحریک جدید ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کے بھتیجے مکرم رضوان احمد صاحب پاکستان ایئر فورس کراچی کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مورخہ 4/اکتوبر 2014ء کو پہلے بیٹے سے نوازا ہے۔ جو وقف نو کی بابرکت تحریک میں شامل ہے۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت نومولود کا نام حسان احمد عطا فرمایا ہے۔ نومولود مکرم برادرم ملک سلطان احمد صاحب آف چک نمبر 171/168 شمالی ضلع سرگودھا حال کراچی کا پوتا اور مکرم ٹھیکیدار محمد ادریس صاحب دارالعلوم شرقی مسرور ربوہ کا نواسہ ہے۔ احباب سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ نومولود کو صحت و سلامتی والی لمبی عمر والا، نیک، صالح خادم دین اور والدین و خاندان کے لئے قرۃ العین بنائے۔ آمین

سانحہ ارتحال

مکرم رانا سعید احمد وسیم صاحب زعیم مجلس انصار اللہ دارالنصر وسطی ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کی بڑی بہن مکرمہ شمیم اختر صاحبہ بنت مکرم رانا نذیر احمد صاحب سڑوعہ آف چک 26 ضلع منڈی بہاؤ الدین بیوہ مکرم رانا بشیر الدین صاحب مرحوم کورنگی کراچی مورخہ 9/اکتوبر 2014ء کو ہارٹ اٹیک کی وجہ سے 64 سال کی عمر میں اپنے خالق حقیقی سے جا ملیں۔ نماز جنازہ مورخہ 11/اکتوبر 2014ء کو بعد از نماز ظہر بیت النعیم زمان ٹاؤن میں مکرم فضل الٰہی شاہد صاحب مربی سلسلہ نے پڑھائی اور کراچی میں تدفین کے بعد مکرم ڈاکٹر شوکت علی صاحب نائب صدر حلقہ لانڈھی کورنگی کراچی نے دعا کروائی۔ مرحومہ نیک، دعاگو، ہمدرد، خوش اخلاق، درویش صفت اور صابرہ و شاکرہ خاتون تھیں۔ جماعت کے ساتھ گہری وابستگی تھی ہر تحریک میں تعاون کرنے والی تھیں۔

مرحومہ نے پسماندگان میں 2 بیٹے مکرم پروفیسر رانا وسیم احمد خان صاحب صدر حلقہ زمان ٹاؤن لاہور، مکرم نوید احمد خاں صاحب زمان ٹاؤن کراچی، 2 بیٹیاں مکرمہ صائمہ بشیر صاحبہ اہلیہ مکرم رانا راشد احمد صاحب ڈرگ روڈ کراچی اور مکرمہ عاصمہ بشیر صاحبہ اہلیہ مکرم رانا محمد افضل صاحب آسٹریلیا سوگوار چھوڑی ہیں۔ اپنے بچوں کے علاوہ خاکسار کی فیملی میں بھی بڑی بہن کی حیثیت سے بہتر راہنمائی اور شفقت کا رویہ سب کے ساتھ تھا۔ تمام بچے اللہ کے فضل سے شادی شدہ ہیں اور اپنے گھروں میں خوش و خرم ہیں۔

اس غم کی گھڑی میں بہت سے احباب کرام نے ہماری ڈھارس بندھائی جس کے لئے ہم سب تہہ دل سے مشکور ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو اجر عظیم سے نوازے نیز دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری بہن کے درجات بلند کرے، جنت میں اعلیٰ مقام سے نوازے اور تمام لواحقین کو صبر جمیل عطا کرے۔ آمین

ایمبولینس کی فراہمی

ربوہ کے تمام احباب جماعت کو مطلع کیا جاتا ہے کہ جب بھی مریض کو ایمرجنسی کی صورت میں فضل عمر ہسپتال لانا مقصود ہو تو درج ذیل نمبرز پر فوری رابطہ فرمائیں اور متعلقہ کارکن کو ایمبولینس کی فراہمی کی تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

فون نمبرز: 047-6211373,6213909
6213970,6215646
EXT: ایمبولینس سٹیشن: 184
استقبالیہ 120

(ایڈمنسٹریٹر فضل عمر ہسپتال ربوہ)

☆☆............☆☆............☆☆

سیدنا بلالؓ فنڈ

احمدیت کیلئے اپنی جان کی قربانی پیش کرنے والوں کے خاندانوں کی کفالت کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے 14 مارچ 1986ء کے خطبہ جمعہ میں ایک فنڈ کا اعلان فرمایا۔ اس کی حکمت بیان کرتے ہوئے حضور نے فرمایا کہ!

"میں جماعت کو یہ بھی تسلی دلانا چاہتا ہوں کہ اللہ کے فضل سے جماعت احمدیہ میں کوئی بھی خدا کی راہ میں مارا جانے والا ہرگز یہ وہم لے کر یہاں سے رخصت نہیں ہوتا کہ میرے بیوی بچوں کا کیا بنے گا۔ جماعت احمدیہ میں ایسے لوگوں کے بچے یتیم نہیں ہوا کرتے۔ یہ ایک زندہ جماعت ہے اور یہ ناممکن ہے کہ جماعت اپنے قربانی کرنے والوں کے اہل و عیال کو اور ان کے حقوق کو بھول جائے۔ ایسی جماعتوں کی زندگی کی ضمانت اس بات میں ہے کہ ان کے قربانی کرنے والوں کو اپنے پسماندگان کے متعلق کوئی فکر نہ رہے۔"

اس فنڈ کی عظمت اور اس کی اہمیت کے بارہ میں حضور نے فرمایا کہ!

"یہ ہرگز صدقہ کی تحریک نہیں بلکہ جو شخص اس میں حصہ لے گا وہ اسے اعزاز سمجھے گا اور خیال کرے گا کہ مجھے جتنی خدمت کرنی چاہئے تھی اتنی نہیں کی بلکہ بہت ہی معمولی خدمت کی توفیق پائی ہے۔"

اس تحریک میں حصہ لینے والوں کو نصائح کرتے ہوئے حضور نے فرمایا کہ!

"پوری طرح شرح صدر اور محبت کے جذبہ سے جو دینا چاہتا ہے وہ دے، ادنیٰ سا بھی تردد یا بوجھ ہو تو وہ ہرگز نہ دے۔ یہ ایک خاص نوعیت کی تحریک ہے جس میں بشاشت طبع ہی ضروری نہیں بلکہ طبیعت کا دباؤ ضروری ہے۔ دل سے بے قرار تمنا اٹھ رہی ہو، یہ خواہش پیدا ہو رہی ہو کہ میں اس میں شامل ہوں۔ آج ایک آنہ بھی جس کو توفیق ہو وہ بھی بہت عظیم دولت ہے وہ بھی خدا کی طرف سے ایک بہت بڑی سعادت ہوگی۔"

اس اعلان کے ایک روز بعد یعنی 15 مارچ 1986ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے اس تحریک کو سیدنا بلالؓ فنڈ کا نام عطا فرمایا۔

اس فنڈ میں چندہ کی ادائیگی کرنے والے احباب کے ناموں کی فہرست دعا کے لئے ہر ماہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت اقدس میں پیش کی جاتی ہے۔

(سیدنا بلال فنڈ کمیٹی)

☆☆............☆☆............☆☆

عطیہ چشم خدمت خلق ہے

ایم ٹی اے انٹرنیشنل کے پروگرام (پاکستانی وقت کے مطابق)

پروگراموں میں 15،20 منٹ کی کمی بیشی یا تبدیلی کی جاسکتی ہے

7 نومبر 2014ء

5:00 am عالمی خبریں
5:20 am تلاوت قرآن کریم، درس حدیث
5:50 am یسرنا القرآن
6:10 am ہمبرگ میں ایک استقبالیہ تقریب 5 دسمبر 2012ء
7:25 am پشتو مذاکرہ
8:10 am ترجمۃ القرآن کلاس
9:15 am کسر صلیب
9:55 am لقاء مع العرب
11:00 am تلاوت قرآن کریم درس حدیث
11:35 am یسرنا القرآن
11:55 am حضور انور کی برسلز جرمنی میں 17 دسمبر 2012ء کو پریس کانفرنس
1:00 pm ایم ٹی اے ورائٹی
1:20 pm راہ ہدیٰ
2:50 pm انڈونیشین سروس
4:00 pm دینی و فقہی مسائل
4:35 pm تلاوت قرآن کریم درس حدیث
4:45 pm غزوات نبوی ﷺ۔ مذاکرہ
6:00 pm خطبہ جمعہ Live
7:40 pm Shotter Shondhane
8:50 pm دعائے مستجاب
9:20 pm خطبہ جمعہ فرمودہ 7 نومبر 2014ء
10:30 pm یسرنا القرآن
11:00 pm عالمی خبریں
11:30 pm الحوار المباشر Live

8 نومبر 2014ء

1:40 am ایم ٹی اے ورائٹی
2:00 am خطبہ جمعہ فرمودہ 7 نومبر 2014ء
3:20 am راہ ہدیٰ
5:00 am عالمی خبریں
5:20 am تلاوت قرآن کریم درس حدیث
5:50 am ایم ٹی اے ورائٹی
6:10 am یورپ میں پریس کانفرنس
7:10 am خطبہ جمعہ فرمودہ 7 نومبر 2014ء
8:25 am راہ ہدیٰ
9:55 am لقاء مع العرب
11:00 am تلاوت قرآن کریم درس ملفوظات
11:30 am الترتیل
1:00 pm جلسہ سالانہ قادیان 27 مئی 2009ء
1:05 pm بین الاقوامی جماعتی خبریں
1:35 pm سٹوری ٹائم
1:55 pm سوال و جواب
3:00 pm انڈونیشین سروس
4:00 pm خطبہ جمعہ فرمودہ 7 نومبر 2014ء
5:15 pm تلاوت قرآن کریم
5:30 pm انتخاب سخن
7:05 pm Shotter Shondhane
8:05 pm سپاٹ لائیٹ
9:00 pm راہ ہدیٰ Live
10:35 pm الترتیل
11:00 pm عالمی خبریں
11:30 pm الحوار المباشر (Live)

9 نومبر 2014ء

1:35 am بین الاقوامی جماعتی خبریں
2:05 am راہ ہدیٰ
3:35 am سٹوری ٹائم
3:55 am خطبہ جمعہ فرمودہ 7 نومبر 2014ء
5:10 am عالمی خبریں
5:30 am تلاوت قرآن کریم
5:55 am الترتیل
6:20 am جلسہ سالانہ قادیان
7:30 am سٹوری ٹائم
7:45 am خطبہ جمعہ فرمودہ 7 نومبر 2014ء
8:55 am سپاٹ لائیٹ
9:50 am لقاء مع العرب
11:00 am تلاوت قرآن کریم، درس حدیث
11:35 am یسرنا القرآن
12:00 pm گلشن وقف نو
1:05 pm فیتھ میٹرز
2:05 pm سوال و جواب 19 جون 1996ء
3:05 pm عصر حاضر Live
4:10 pm خطبہ جمعہ فرمودہ 27 ستمبر 2013ء (سپینش ترجمہ)
5:05 pm تلاوت قرآن کریم، درس حدیث
5:40 pm یسرنا القرآن
6:00 pm خطبہ جمعہ فرمودہ 7 نومبر 2014ء
7:10 pm Shotter Shondhane
8:15 pm گلشن وقف نو
9:20 pm رفقائے احمد
10:05 pm کڈز ٹائم
10:35 pm یسرنا القرآن
11:00 pm عالمی خبریں
11:30 pm گلشن وقف نو

10 نومبر 2014ء

12:45 am In-Depth
1:35 am Roots to Branches (احمدیت: آغاز سے ترقیات تک)
2:15 am ایم ٹی اے ورائٹی
2:50 am خطبہ جمعہ فرمودہ 7 نومبر 2014ء
4:00 am سوال و جواب
5:00 am عالمی خبریں
5:20 am تلاوت قرآن کریم، درس حدیث
6:00 am یسرنا القرآن
6:25 am گلشن وقف نو خدام الاحمدیہ
7:30 am Roots To Branches (احمدیت: آغاز سے ترقیات تک)
7:55 am خطبہ جمعہ فرمودہ 7 نومبر 2014ء
9:00 am ریئل ٹاک
9:55 am لقاء مع العرب
11:00 am تلاوت قرآن کریم، درس حدیث
11:15 am الترتیل
11:40 am پیس کانفرنس 23 مارچ 2012ء
1:10 pm بین الاقوامی جماعتی خبریں
1:40 pm روحانی خزائن کوئیز
2:00 pm فرنچ پروگرام 12۔ اپریل 1999ء
3:00 pm خطبہ جمعہ فرمودہ 18 جولائی 2014ء (انڈونیشین ترجمہ)
4:05 pm سپاٹ لائیٹ
5:00 pm تلاوت قرآن کریم، درس ملفوظات
5:30 pm الترتیل
6:00 pm خطبہ جمعہ فرمودہ 23 جنوری 2009ء
7:10 pm بنگلہ پروگرام
8:15 pm سپاٹ لائیٹ
9:00 pm راہ ہدیٰ
10:35 pm الترتیل
11:00 pm عالمی خبریں
11:20 pm پیس کانفرنس

ربوہ میں طلوع و غروب 29۔اکتوبر

طلوع فجر	4:59
طلوع آفتاب	6:20
زوال آفتاب	11:52
غروب آفتاب	5:24

ایم ٹی اے کے اہم پروگرام

29۔اکتوبر 2014ء

6:20 am گلشن وقف نو ناصرات الاحمدیہ
9:55 am لقاء مع العرب
12:00 pm حضور انور کا انصار اللہ بیلجیئم کے اجتماع سے خطاب
2:05 pm سوال و جواب
6:05 pm خطبہ جمعہ فرمودہ 29۔اکتوبر 2010ء
8:10 pm دینی و فقہی مسائل
11:20 pm حضور انور کا انصار اللہ بیلجیئم کے اجتماع سے خطاب

درخواست دعا

مکرم سید جماعت علی شاہ صاحب محلہ دار العلوم غربی ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کا بیٹا مکرم سید بشارت احمد حمید صاحب ملائیشیا میں بعارضہ دل بیمار ہے۔ علاج جاری ہے۔ انجیو گرافی متوقع ہے۔ احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ خداوند تعالیٰ اپنے فضل سے ان کو صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے اور عمر دراز سے نوازے اور ہر قسم کی پیچیدگی سے محفوظ رکھتا چلا جائے۔ آمین

Ph:6212868
Res:6212867
خالص سونے کے زیورات
Mob: 0333-6706870
میاں اظہر
میاں مظہر احمد
فینسی جیولرز
محسن مارکیٹ اقصیٰ روڈ ربوہ

قائم شدہ 1952ء
خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
SHARIF JEWELLERS SINCE 1952
Aqsa Road Rabwah
0092476212515
15 London Rd, Morden Sm4 5Ht
00442036094712

FR-10

DEUTSCHE SPRACH SCHULE
INSTITUTE OF GERMAN LANGUAGE
جرمن زبان سیکھئے
16 نومبر سے نئی کلاس کا آغاز
داخلہ جاری ہے
GOETHE کا کورس اور ٹیسٹ کی مکمل تیاری کروائی جاتی ہے۔ رابطہ: عمران احمد ناصر
مکان نمبر 51/17 دارالرحمت وسطی ربوہ 0334-6361138

W.B
Waqar Brothers Engineering Works
پروپرائٹر: وقار احمد مغل
Surgical & Arthopedic instruments
Shop No.6 Shaheen Market Madni Road Mustfa Abad Dhurm pura Lahore 0300-9428050,0312-9428050